امام قراءات امام شاطبی کا علم بلاغت میں مقام: ایک تحقیقی جائزہ

The Status of Imam -e- Qira'at Imam Shatabi in the Field of Rhetoric: An Exploratory Review

Muhammad Dawood Jamal
M Phil Scholar, Institute of Humanities & Arts
Khawja Fareed University (KFUEIT), Rahim Yar Khan
Email: dawoodjamal1173@gmail.com
Hafiz Muhammad Faizan Ul Hassan
M Phil Scholar, Institute of Humanities & Arts
Khawja Fareed University (KFUEIT), Rahim Yar Khan
Email: faizanpeerzada2@gmail.com

Abstract

Rhetoric, known as Al-Balāghah in Arabic, holds a significant place in the Arabic language and literature. It is the art of effective communication and persuasion, deeply rooted in the rich tradition of Arabic eloquence. Arabic rhetoric aims to enhance the beauty and clarity of expression. It is essential for understanding elevated literary works, religious texts, and classical poetry. The study of rhetoric helps in appreciating the nuances of language, enabling speakers and writers to convey their messages with precision and elegance. This discipline not only enriches linguistic skills but also fosters critical thinking and analytical abilities, making it a cornerstone of Arabic linguistic tradition.

In my article I have explored the expertise in rhetoric of Imam Abul Qasim Shatabi, a renowned imam of Qira'at [Narrations of Qur'an]. Imam Shatabi [538-590 AD] didn't wrote directly on rhetoric or Arabic literature. His books are merely about knowledge of Qira'at and other qur'anic sciences. But it was his great expertise in rhetoric that he wrote such a legendary Arabic rhetoric as a subsidiary in his books. He has used metaphors, similes, double entendre, puns, and oxymorons. He also uses allusions in his poetry. In summary, Shatabi was a great scholar in various fields. He was some kind of polymath.

Keywords: Imam Abul Qasim Shatabi, Arabic rhetoric, Qira'at, metaphors, similes, double entendre, puns, oxymorons, allusions, classical Arabic literature

تعارف امام شاطبی:

آپ کا نام قاسم بن فیرّہ بن خلف ہے۔ آپ اندلس کے علاقے شاطبہ میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے شاطبی کہلائے۔ 538ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی طور پر نابینا تھے۔ مگر حافظہ کمال کا پایا تھا۔ آپ نے ابتدائی

علوم ابو عبد اللہ محمد بن ابی العاص النفری سے شاطبہ میں حاصل کیے[1]۔ پھر آپ تحصیل علم کے لیے بلنسیہ تشریف لے گئے۔ وہاں کے استاذ ابو الحسن علی بن محمد بن ھذیل سے "تیسیر" پڑھی۔ آپ کو تیسیر حفظ یاد تھی[2]۔

علوم کی تحصیل کے بعد آپ شاطبہ واپس آ گئے اور کم عمری میں ہی علم قراءات کی تدریس کرنے لگے اور آپ کے درس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اسی زمانے میں اندلس کی حکومت موحدین کے پاس آ گئی جو اپنے ائمہ کی بے جا تعریف کرنا خطباء و علماء پر لازم قرار دیتے تھے۔ امام شاطبی تقوی کی وجہ سے اس مداہنت سے بچنے کے لیے حج کی نیت لے کر اندلس سے ہجرت فرما گئے۔ یہاں سے پہلے مصر کے شہر اسکندریہ میں قیام فرمایا۔ وہاں شیخ ابو طاہر سلفی سے ملاقات ہوئی۔ مصر میں قاضی عبد الرحیم المعروف قاضی فاضل نے آپ کی بہت قدر کی اور انہیں قاھرہ میں اپنے مدرسے میں تدریس کی جگہ دی۔ قاضی صاحب امام شاطبی کے ایسے قدردان تھے کہ ان کے لیے مدرسے کی حدود میں عالی شان حجرہ تعمیر کروایا جس میں امام اپنی وفات تک رہائش پذیر رہے۔ قاضی فاضل نے امام شاطبی کے اہل خانہ کے لیے مدرسہ کے باہر ایک گھر بھی بنوا کر دیا۔ آپ کی وفات 590ھ میں مصر میں ہوئی[3]۔

آپ نہایت متقی اور نیک انسان تھے۔ آپ کے عظیم شاگرد حافظ سخاوی ت 643ھ اپنی کتاب جمال القراء میں حاملین قرآن کے آداب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے استاذ ابو القاسم الشاطبی ان تمام آداب کا پاس رکھنے والے تھے۔ بلکہ وہ تو ان سے بڑھ کر تھے[4]۔ امام محقق شمس الدین ابن الجزري ت 833ھ فرماتے ہیں: شاطبی بہت بڑے امام تھے۔ ذہانت میں اعجوبہ تھے۔ کئی سارے فنون کے ماہر تھے۔ اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ علم قراءات آپ پر ختم تھا۔ آپ حافظ حدیث تھے۔ عربیت میں بصیرت رکھنے والے، لغت کے امام اور ادب کے شناور تھے۔ آپ زہد و کرامت والے ولی تھے[5]۔ ابن الجزري قصیدہ شاطبیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بلغاء اس جیسا قصیدہ لکھنے سے عاجز ہیں۔ اس کی قدر صرف وہی جان سکتا ہے جس نے اس طرز پر قصیدہ لکھنے کی کوشش کی ہو یا دوسرے اشعار و قصائد سے اس کا تقابل کیا ہو[6]۔ حافظ ابن کثیر الدمشقی ت 774ھ فرماتے ہیں: شاطبی کی کتاب حرز الامانی جیسی کتاب نہ اس سے پہلے لکھی گئی، اور نہ ہی بعد میں کوئی لکھ سکا۔ اس میں اسرار و رموز کے ایسے خزانے ہیں جن کا علم صرف بصیرت رکھنے والے ناقد کو ہی ہو سکتا ہے[7]۔

آپ کی مشہور و مقبول تصانیف تین ہیں۔

- علم قراءات میں حرز الامانی ووجه التهانی المعروف بہ شاطبیه۔ یہ ابو عمرو الدّانی کی کتاب التیسیر کی نظم ہے۔
- علم رسم قرآنی میں عقیلة اتراب القصائد۔ یہ امام دانی کی کتاب المقنع کی نظم ہے۔

- علم فواصل اور عدد آیات میں ناظمۃ الزھر۔ یہ ابو عمرو الدانی کی کتاب البیان کی نظم ہے۔

آپ کی کتابوں کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ان کی بیسیوں شروح لکھی گئیں۔ چند بڑے علماء جنھوں نے شاطبی کی کتب کی شروحات لکھیں درج ذیل ہیں:

- حافظ علم الدین السخاوی ت 643ھ
- حافظ ابو شامہ الدمشقی ت 665ھ
- امام ابو اسحاق جعبری ت 732ھ
- ملا علی القاری 1014ھ

نوٹ: امام شاطبی کی جن تین کتب سے بلاغت کے نمونے لیے گئے ہیں، ان کا حوالہ بہت زیادہ آیا ہے۔ اس لیے ایک تو ان کا حوالہ اینڈ نوٹ میں دینے کی بجائے اوپر متن میں ہی مختصراً دیا گیا ہے۔ دوسرے ان کے حوالے کے لیے درج ذیل رمز استعمال کیے گئے ہیں:

حرز الامانی ووجہ التھانی [قصیدہ شاطبیہ] کے حوالوں کے لیے مکتبہ القراءہ لاہور سے چھپنے والی کتاب الوانیہ پر اعتماد کیا گیا ہے۔ نیز شاطبیہ اہل علم کے ہاں بہت متداول ہے۔ اس لیے اس کے اشعار کے نمبر حدیث کے نمبر کی طرح حوالے کے طور پر بآسانی استعمال ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی اس کا حوالہ شعر نمبر سے دیا ہے جو نسخوں کے اختلاف سے بھی نہیں بدلتے۔ حوالہ یوں ہوگا:

حرز:39 [: کے بعد والے نمبر سے شاطبیہ کا شعر نمبر مراد ہوگا]

ناظمۃ الزھر کے حوالے جامعہ ازہر سے محمد صادق قمحاوی کی تحقیق کے ساتھ 2017م میں چھپنے والے نسخے پر اعتماد کیا گیا ہے۔ کتاب کا نام مختصراً [ناظمہ] لکھنے کے بعد صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ مثلاً کتاب کے صفحہ نمبر گیارہ کا حوالہ یوں ہوگا: ناظمہ:11

عقیلۃ اتراب القصائد [قصیدہ رائیۃ] کے حوالوں کے لیے دار نور المکتبات جدہ سعودی عرب سے 2001م میں دکتور ایمن رشدی سوید کی تحقیق کے ساتھ چھپنے والے نسخے پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اس میں بھی کتاب کا مختصر نام [عقیلہ] لکھنے کے بعد صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ مثلاً کتاب کے صفحہ نمبر 3 کا حوالہ یوں ہوگا: عقیلہ:3

مقالے کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک حصّہ محسّنات لفظیہ کا اور دوسرا حصہ محسّنات معنویہ کا۔

محسنات لفظیہ

جناس:

کلام میں دو ایسے الفاظ کو لانا جناس کہلاتا ہے جو ظاہری طور پر اور تلفظ میں ملتے جلتے ہوں مگر معنوی طور پر مختلف ہوں. نیز جناس کے لیے دو لفظوں کا چار چیزوں میں سے کم از کم تین چیزوں میں مشترک ہونا لازم ہے: حروف کی نوع، حرکت و سکون کے اعتبار سے ھیئت، حروف کی تعداد، اور حروف کی ترتیب[8]۔ البتہ بعض ادباء نے جناس کی دیگر اقسام بھی ذکر کی ہیں جن میں نسبتاً زیادہ وسعت ہے۔ ان میں سے اہم اقسام یہ ہیں: جناس اشتقاق اور جناس مصحّف[9]۔

وبعد فحَبل الله فينا كتابه فجاهد به حبل العدي متحبّلا حرز:5

اس شعر میں تین متجانس الفاظ ہیں: حَبل، حِبل اور متحبّل۔ ان تینوں میں جناس اشتقاق ہے، کیونکہ تینوں کا مادہ [ح ب ل] ہے۔ نیز حَبل اور حِبل میں جناس ناقص محرّف بھی ہے۔ حَبل کے معنی آتے ہیں رسّی کے[10]۔ حِبل کے معنی آتے ہیں مصیبت کے[11]۔ لفظ متحبّل کے معنی آتے ہیں شکار کے لیے جال پھینکنا[12]۔

واخلِق به اذ ليس يخلُق جدّة جديدا مواليه علي الجدّ مقبلا حرز: 6

اس شعر میں دو مختلف اور مستقل مجانست کی مثالیں جمع ہو گئی ہیں اور یہ بلاغت کی ارفع صورت ہے۔ پہلی مجانست اخلق اور یخلُق میں ہے۔ دونوں کا مادہ [خ ل ق] ہے۔ اخلق فعل تعجب کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں: کیا کہنے اس چیز کے! یخلق فعل مضارع کا صیغہ ہے اور اس کا مطلب پرانا ہونا ہے[13]۔

دوسری مجانست جدّہ، جدید اور جِدّ میں ہے۔ پہلے دونوں الفاظ [جدّہ، جدید] کا مطلب نیا پن ہے۔ نیز ان کا آپس میں فرق یہ ہے کہ اول مصدر ہے اور ثانی صفت مشبہہ۔ جِدّ سے مراد سنجیدگی ہے۔ اور جدید کا معنی بلند مرتبت ہے[14]۔

هو المرتضي اَمّاً اذا كان امّةً ويمّمه ظلّ الرزانة قنقلا حرز: 8

اس شعر میں اَمّا، اور امّۃ میں مجانست اشتقاق ہے۔ ان دونوں کا مادہ [ء م م] ہے۔ البتہ امّا کا معنی ارادہ اور قصد کا ہے اور امّۃ کا معنی امام اور پیشوا کا ہے[15]۔

هو الحرّ ان كان الحريّ حواريّا له بتحرّيه الي ان تنبّلا حرز:9

اس ایک شعر میں تین الفاظ آپس میں ہم جنس ہیں۔ حریّ، حواریّ اور تحرّي میں جناس اشتقاق ہے کیونکہ تینوں کے حروف اصلیہ [ح ر ی] ہیں۔ حریّ کا مطلب لائق اور قابل ہے۔ حواریّ سے مراد ساتھی ہے۔ تحرّی کا مطلب ہوتا ہے کوشش کرنا[16]۔

عليك بها ما عشت فيها منافسا وبع نفسك الدنيا بانفاسها العلي حرز: 19

اس شعر میں منافس، نفس اور انفاس میں جناس اشتقاق ہے۔ تینوں کا مادہ [ن ف س] ہے۔ نفس سے مراد انسان کی ذات میں موجود ایک نظر نہ آنے والی قوت ہے جو شرارت کا منبع ہے۔ انفاس نَفَس کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: سانس[17]۔

هو ابن كثير كاثر القوم معتلا حرز:27

کثیر اور کاثر میں جناس اشتقاق ہے۔ کثیر کا معنی ہے تعداد میں زیادہ ہونا۔ کاثر کا معنی ہے رتبے میں بڑا ہونا[18]۔

لهم طُرُق يهدي بها كل طارق ولا طارق يخشي بها متمحّلا حرز: 42

اس شعر میں طُرُق، طارق اور طارق میں جناس اشتقاق ہے۔ طرق طریق کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے راستہ۔ پھر طارق کا لفظ امام شاطبی نے دو مرتبہ استعمال کیا ہے۔ پہلی پر تبہ اس کا معنی ہے رات کو چلنے والا۔ دوسرے طارق کا مطلب ہے منتر کرنے والا جادوگر[19]۔

وهن اللّواتي للمُواتي نصبتها مناصب فانصب في نصابك مفضلا حرز: 43

اس شعر میں نصبت، مناصب، فانصب اور نصاب کے درمیان جناس اشتقاق ہے۔ ان چاروں الفاظ کا مادہ [ن ص ب] ہے۔ نصبت کا معنی ہے نصب کرنا۔ مناصب کا معنی ہے: علامات۔ انصب کا معنی ہے تھکنا اور جد وجہد کرنا۔ نصاب کا مطلب اصل اور مرجع ہے[20]۔

وفي يسرها التيسير رمت اختصاره حرز: 68

اس شعر یسر اور تیسیر میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [ي س ر] اور معنی آسان ہونا اور آسانی پیدا کرنے کا ہے۔

وألفافها زادت بنشر فوائد فلفّت حياء وجهها ان تفضّلا حرز: 69

اس شعر میں الفاف اور لفت میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ ہے [ل ف ف]۔ الفاف لف کی جمع ہے جس کا معنی ہے گھنا باغ۔ لفت کا معنی ہے لپیٹنا یا چھپانا[21]۔

ووجه التّهاني فاهنه متقبلا حرز:70

اس شعر میں تھانی اور فاھنہ میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ ہے [ھ ن ء]۔ تھانی تھنئۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے مبارک باد۔ اھن کا معنی ہے کسی کو مبارک باد دینا[22]۔

اليك يدي منك الايادي تمدّها   اَجِرني فلا اَجْري بجَورٍ فاخطلا حرز: 72

يد اور ايادي میں جناس اشتقاق ہے۔ نیز اجرنی، اور جور میں بھی مجانست اشتقاق ہے۔

اَمين واَمْنا للاَمين بسرّها   وان عثرت فهو الاَمون تحمّلا   حرز: 73

اس شعر میں چار الفاظ کے مابین جناس اشتقاق ہے۔ چاروں کا مادہ ہے[ء م ن]۔ امین اسم فعل ہے جس کا معنی ہے: قبول فرما۔ امن مصدر ہے جس کے معنی سلامتی کے آتے ہیں۔ امین امانت دار کو کہتے ہیں۔ امون طاقت ور اونٹنی کو کہتے ہیں[23]۔

اقول لحُرّ والمروؤة مرءُها   لاخوته المرآة ذو النور مكحلا   حرز: 74

اس شعر میں مروءت، مرء اور مرءاۃ میں جناس اشتقاق ہے۔ تینوں کا مادہ ہے[م ر ء]۔ مروءت سے مراد مردانگی اور لحاظ ہے۔ مرء سے مراد مرد ہے۔ مرءاۃ عربی میں آئینے کو کہتے ہیں[24]۔

وعش سالما صدرا وعن غيبة فغب   تحضَّر حِظار القدس اَنقي مغسلا   حرز: 80

غیبت اور غب میں جناس اشتقاق ہے، کیونکہ ان دونوں کا مادہ [غ ی ب] ہے۔ غیبت کا مطلب ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کا ایسا تذکرہ کیا جائے جو اسے ناگوار ہو۔ غب کا مطلب ہو غائب ہو جانا[25]۔

وآثر عن الآثار مَثْراة عذبه   حرز: 1122

وآثر ، اور الآثار میں جناس اشتقاق ہے، کیونکہ دونوں کا مادہ [ء ث ر] ہے۔ آثِر کا معنی ہے ترجیح دینا اور آثار اثر کی جمع ہے جس کا معنی ہے نقل شدہ روایت[26]۔

ولا ريبة في عينهنّ ولا رباً   وعند صليل الزيف يصدق الابتلا   حرز: 1135

اس شعر میں ریبہ اور ربا میں جناس لفظی خفیف ہے۔ ريبة کا مادہ [ر ی ب] ہے اور معنی ہے شک۔ ربا کا مادہ [ر ب و] ہے اور معنی ہے زیادتی[27]۔

وقد كسيت منها المعاني عناية   حرز: 1162

اس شعر میں معانی اور عنایہ میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [ع ن ي] ہے۔

بدات بحمد الله ناظمة الزُّهرلتجني بعون الله عينا من الزَّهر   ناظمة:3

اس شعر میں زُہر اور زَہر میں جناس ناقص محرّف ہے۔ دونوں کا مادہ [ز ھ ر] ہے۔ دونوں لفظوں میں صرف حرکات کا فرق ہے۔ زُہر جمع ہے زہراء کی جس کا معنی ہے روشن اور خوبصورت۔ زَہر زہرہ کی جمع ہے کس کا معنی ہے پھول[28]۔

وعُذت بربي من شرور قضائه ولُذت به في السر و الجهر من امري ناظمة:3

عذت [ع ذ ت] اور لذت [ل ذ ت] میں جناس ناقص کی قسم جناس لاحق ہے۔ دونوں الفاظ کا معنی پناہ مانگنا ہے[29]۔

واني استخرت الله ثم استعنته في جمع آي الذكر في مشرع الشعر ناظمة:3

مشرع اور شعر میں جناس ناقص کی خاص قسم جناس قلب ہے۔ مشرع [ش ر ع] کا معنی ہے پاني کا گھاٹ[30]۔ شعر ایک خاص موزون کلام کو کہتے ہیں۔

وانبطت في أسراره سرّ عذبها فسُرّ مُحيّاه بمثل حيا القطر ناظمة:4

اس شعر میں مجانست کی دو تین مثالیں ہیں۔ پہلی مجانست اسرار، سِرَّ اور سُرَّ میں ہے۔ تینوں کا مادہ [س ر ر] ہے۔ لہذا ان میں جناس اشتقاق ہوا۔ پھر سِرَّ اور سُرَّ میں جناس ناقص محرف بھی ہے۔ یعنی ان دونوں لفظوں میں صرف حرکت کا فرق ہے۔ اسرار، سِرّ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے راز اور بھید۔ سُرَّ سرور سے نکلا ہے اور اس کا معنی ہے خوش ہونا۔ تیسری مجانست مُحيّا اور حيا میں ہے، اور یہ جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [ح ي و] ہے۔ محیا چہرے کو کہتے ہیں اور حیا کہتے ہیں شادابی کو[31]۔

ستحيي مَعانيه مَغاني قبولها لإقبالها بين الطلاقة والبشر ناظمة:4

اس شعر میں بھی مجانست کی دو مثالیں موجود ہیں۔ پہلی مثال معانی [ع ن ي] اور مغانی [غ ن ي] میں جناس ناقص کی ایک قسم جناس مضارع ہے۔ یعنی دو لفظوں میں صرف ایک حرف کا فرق ہے اور وہ بھی قریب المخرج حروف میں سے ہیں۔ مغاني کا مطلب ہے منزلیں[32]۔ دوسری مثال قبول اور اقبال میں جناس اشتقاق کی ہے۔

وهامو بعدّ الآي في صلواتهم لحضّ رسول الله في حظّها المثري ناظمة:4

اس شعر میں حضّ اور حظّ میں جناس ناقص ہے۔ حضّ [ح ض ض] کا معنی ہے ترغیب دینا اور ابھارنا۔ حظّ [ح ظ ظ] کا معنی ہے نصیب اور حصہ[33]۔

علْقٌ علائقه اولي العلائق اذ خير القرون اقاموا اصله وزرا عقيلة:1

علق اور علائق میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مدہ [ع ل ق] ہے۔ علق کا معنی ہے: نفیس اور عمدہ۔ علائق علاقہ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے: تعلق اور وابستگی[34]۔

من قال صرفتهم مع حث نصرتهم وفر الدواعي، فلم يستنصر النُّصَرا عقيلة:2

نصرہ، یستنصر، اور نصراء میں جناس اشتقاق ہے۔ ان سب کا مادہ [ن ص ر] ہے۔ ان سب میں مدد کرنے یا مدد طلب کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

فلم تر عينه عينا ولا اثرا عقيلة:2

اس شعر میں عین دو دفعہ مستعمل ہے مگر مختلف معانی میں۔ یہ جناس تام متماثل ہے۔ پہلا عین کا معنی ہے آنکھ۔ دوسرے عین کا مطلب ہے انسان کامل[35]۔

كوف وشام وبصْرٍ تملا البَصَرا عقيلة:4

بصر اور بصَرا میں جناس اشتقاق ہے۔ بصرٍ اصل میں بصریّ تھا، جس کا معنی ہے بصرہ میں رہنا والا شخص۔۔ ضرورت شعری کی وجہ سے "ی" کو حذف کر دیا جس سے دونوں الفاظ کی مماثلت اور بڑھ گئی۔ بصر کا معنی ہے آنکھ اور بینائی۔

ترجو بأرْجاء رحماه ونعمته عقيلة: 29

ترجو اور ارجاء میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [ر ج و] ہے۔ ترجو کا مطلب ہے امید رکھنا۔ اور ارجاء کا معنی ہے کسی جگہ کے کونے اور اطراف[36]۔

ما شان شان مراميها مسددة فقدان ناظمها في عصْره عصَرا عقيلة: 29

شان اور شان میں جناس تام کی قسم جناس مستوفی ہے۔ یعنی دیکھنے اور پڑھنے میں دونوں لفظ بالکل ایک جیسے ہیں، مگر صرفی طور پر ایک اسم ہے اور ایک فعل اور دونوں کا مادہ بھی الگ الگ ہے۔ پہلے شان کا مادہ [ش ی ن] ہے اور مطلب ہے کسی چیز کو عیب دار کرنا[37]۔ اور دوسرے شان کا مادہ [ش ء ن] ہے، اور اس کا معنی مقام و مرتبہ کا ہے۔ عصر اور عصَر میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [ع ص ر] ہے۔ عصر سے مراد زمانہ ہے۔ اور عصر کا معنہ ہے ٹھکانہ اور مرجع[38]۔

اِن لا تُقذّي فلا تُقْذي مشاربها عقيلة: 29

تُقذّي اور تُقْذِي میں جناس اشتقاق بھی ہے اور جناس مصحّف بھی۔ مادہ [ق ذ ی] ہے۔ اول (تُقذّي) کا معنی ہے کسی چیز سے تنکا اور کچرا نکال کر صاف کرنا۔ ثانی (تُقْذِي) کا معنی ہے کسی چیز میں تنکا پھینک کر اسے گندا کرنا[39]۔

تُمني بها للمُني غاياتها شكرا عقيلة: 30

تُمنی اور مُنی میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [م ن ی] ہے۔ تُمنی کا معنی ہے: آرزو اور تمنی پوری کرنا۔ مُنی مُنية کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے آرزو[40]۔

تضاحك الزهر مسرورا اَسرّتُها معرّفا عَرْفها الآصال والبكرا عقيلة:30

اس شعر میں مسرور اور اسرہ میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ [س ر ر] ہے۔ مسرور کا معنہ ہے خوش۔ اسرّہ سرار کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے پیشانی و چہرہ کی لکیر اور خط[41]۔ نیز معرف اور عرف میں بھی

جناس اشتقاق ہے۔ معرف کا معنی ہے تعریف و تشہیر کرنے والا، اور عرف عربی میں خوشبو کو کہتے ہیں[42]۔

فقيرة حين لم تغني مطالعةً الي طلائع للاغضاء معتذرا عقيله : 29

اس شعر میں مطالعہ اور طلائع میں جناس اشتقاق ہے۔ دونوں کا مادہ[ط ل ع] ہے۔ طلائع طلیعہ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے لشکر[43]۔

محسنات معنویہ

صنعت طباق کی مثالیں:

علم بلاغت میں ایک ہی جملے میں دو متضاد یا متقابل الفاظ کو جمع کرنا طباق یا مطابقت کہلاتا ہے[44]۔

وفي الرفع والتذكير والغيب جملة علي لفظها اطلقت من قيّد العلا حرز: 63

اس شعر میں امام شاطبی نے تقیید اور اطلاق کو جمع کیا جو کہ متضاد الفاظ ہیں۔ تقیید کا معنی ہے قید کرنا[45] اور اطلاق کا معنی ہے آزاد چھوڑنا۔ اس شعر میں صنعت طباق ہے۔

وبع نفسك الدنيا بانفاسها العلي حرز:19

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھٹیا نفس کو قرآن مجید کے بلند مقام سانسوں کے بدلے بیچ دو۔ دنیا اور علی میں طباق ہے۔ دنیا کا معنی ہے نیچا اور گھٹیا، اور علی علیا کی جمع ہے جس کا معنی ہے بلند[46]۔

وفيه مقال في الاصول فروعه حرز: 98

اس شعر میں اصول اور فروع کے الفاظ میں طباق ہے۔

ان اليمامة اهواها مسيلمة ال كذّاب في زمن الصدّيق اذ خسرا عقيله :3

کذاب اور صدیق میں طباق ہے۔

وقل رحم الرحمان حيّاً و ميّتاً حرز:1166

حی[زندہ] اور میت[مردہ] میں طباق ہے۔ دونوں کے معانی متضاد ہیں۔

صنعت ادماج:

علم بلاغت میں ادماج کی تعریف یہ ہے کہ مقصودی معنی کی ادائیگی کے دوران ضمناً کوئی دوسری بات بھی کر دی جائے مگر اس طرح کہ کلام کی روانی میں خلل پیدا نہ ہو[47]۔

ما لا يفوت فيرجي طال او قصرا عقيله :5

شعر کے دوسرے مصرعے میں قاعدہ کلیہ بیان کر دیا۔ یہ ادماج ہے۔

صنعت استطراد:

ولا تعارض مع حسن الظنون فطب صدرا رحيبا بما عن كلهم صدرا عقيله :5

استطراد۔ غرض روایات کی تطبیق تھی مگر مناسبت سے نصیحت بھی کر دی۔ ارسال المثل والکلام الجامع[48]۔

صنعت اقتباس:

اقتباس کہتے ہیں نثر یا نظم میں قرآن کریم یا حدیث شریف کا کوئی جز کلام میں ذکر کیا جائے، بغیر اس وضاحت کے کہ یہ قرآن و حدیث کا حصہ ہیں۔ نیز اقتباس میں کچھ تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے[49]۔

وانما هي اعمال بنيتها خذ ما صفا واحتمل بالعفو ما كدرا عقيله : 29

اس شعر میں ایک اقتباس اور ایک تلمیح ہے۔ پہلا اقتباس ایک حدیث پاک کا ہے جس کا مفہوم ہے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ حدیث یوں ہے: انما الاعمال بالنيات[50]۔ شعر میں ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اقتباس لایا گیا ہے۔ تلمیح عرب کی ایک ضرب المثل کا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ صاف اور بے غبار چیز لے لو اور میلی گندی چیز کو چھوڑ دو۔

تلمیحات

علم بلاغت میں تلمیح کہتے ہیں کہ کلام میں کسی شعر، قصہ، واقعہ، یا مشہور مثل کی طرف اشارہ کرنا[51]۔

وبعد فحَبل الله فينا كتابه فجاهد به حِبل العدي متحبّلا حرز:5

اس شعر میں متعدد تلمیحات ہیں[52]۔ پہلی تلمیح سورہ آل عمران: 103 [واعتصموا بحبل الله جميعا] کی طرف ہے، جس میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دوسری تلمیح جامع ترمذی[53] باب مناقب اہل بیت النبی کی حدیث [كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض] کی طرف اور مسند دارمی حدیث نمبر 3636 [واعتصموا بحبل الله فان حبل الله القرآن] اور حدیث نمبر 3650 [كتاب الله ----فهو حبل الله لمتين][54] کی طرف ہے جو قرآن پاک کی مذکورہ آیت کی تفسیر بھی ہے۔ ان احادیث میں قرآن پاک کو حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی کہا گیا ہے۔ تیسری تلمیح سورہ فرقان کی آیت نمبر 52 [فلا تطع الكفرين وجاهدهم به جهادا كبيرا] کی طرف ہے، جس میں قرآن پاک کے ذریعے کافروں سے جہاد کرنے کا حکم ہے۔ ایک ہی شعر میں اس قدر تلمیحات کو جمع کر دینا بلاغت کا بلند ترین درجہ ہے جو امام شاطبی کا خاصہ تھا۔

وقارئه المرضىّ قر مثاله كالاترجّ حاليه مريحا ومُوكلا حرز: 7

اس شعر میں نسائی شریف۔ کتاب الایمان وشرائعہ کی ایک حدیث کی طرف تلمیح ہے۔مثل المومن الذي يقرا القرآن مثل الاترجّة طعمها طيّب وريحها طيّب[55]۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والے مومن کی مثال ترنجبین کے پھل کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔

وسلّم لاحدى الحُسنَيَين اصابة والاخري اجتهاد رام صوباً فامحلاحرز: 77

اس شعر میں ایک حدیث پاک کی طرف تلمیح ہے۔إذا حَكم الحاكِمُ، فاجتهَدَ فأصابَ، فله أجران، وإذا حَكَم فاجتَهَدَ، فأخطأ، فله أجرٌ[56]۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مجتہد اجتہاد کرے تو اگر درست ہو تو اسے دو نیکیاں ملتی ہیں، اور اگر اس کا اجتہاد درست نہ ہو تو اسے ایک نیکی ملتی ہے۔

وهذا زمان الصبر من لک باللّتى كقبض على جمر فتنجو من البلا حرز: 81

اس شعر میں ایک حدیث پاک کی طرف تلمیح ہے۔ یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه كالقابض على الجمر۔ترمذی[57]۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر استقامت دکھانے والا ایسی مشکل میں ہو گا جیسے انگارے اپنے ہاتھ میں اٹھانے والا۔

ومن شغل القرآنُ عنه لسانَه ينل خير اجر الذاكرين مكمّلا حرز: 1124

اس شعر میں مسند دارمی کی حدیث 3677 کی طرف تلمیح ہے۔ من شغله القرآن عن مسالتی وذكری اعطيته افضل ثواب السائلين[58]۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے جس شخص کو قرآن پاک کی تلاوت اور تعلیم و تعلم نے ذکر و دعا سے مشغول کر دیا، اللہ تعالی اس کو دعا مانگنے والوں سے بھی بہتر ثواب عطا فرمائیں گے۔

وما افضل الاعمال الا افتتاحه مع الختم حلّا وارتحالا موصّلاً حرز: 1125

اس شعر میں امام شاطبی نے ایک حدیث پاک کی طرف تلمیح کی ہے۔ عن ابن عباس، قال رجل یا رسول الله ﷺ ايّ العمل احبّ الي الله؟ قال: الحالّ المرتحل[59]۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حالّ مرتحل" کو بہترین عمل قرار دیا۔ اور محدثین نے اس کی تشریح اس شخص سے کی ہے کو ایک مرتبہ تلاوت میں قرآن پاک ختم کرے تو فوراً ہی دوسرا قرآن پاک شروع کر دے۔

توریہ

علم بلاغت میں توریہ کہتے ہیں کہ کلام میں ایک ایسا لفظ لایا جائے جس کے دو معنی ہوں، ایک قریب اور ایک بعید، اور متکلم کی مراد معنی بعید ہو[60]۔

امام شاطبی کے کلام میں توریہ کی بہت مثالیں ہیں۔ ذیل میں ہم چند مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

وتسهيل اخرى همزتين بكلمة سما و بذات الفتح خلف لتجملا حرز: 183

اس شعر میں لفظ "سما" کا لغوی اور قریبی معنی ہے بلند ہونا۔ اس معنی کے اعتبار سے عبارت کا مطلب یہ ہو گا کہ ایک کلمے میں دو همزہ جمع ہو جائیں تو ان میں سے دوسرے همزہ کو تسہیل سے ادا کرنا ایک بلند قراءت ہے۔ یہ مطلب بھی درست ہے۔۔ مگر ناظم کی حقیقی مراد سما کا معنی بعید ہے۔ ناظم نے لفظ سما کو ایک رمز قرار دیا ہے تین ائمہ قراءات کے لیے: امام نافع مدنی، امام ابن کثیر مکی، اور امام ابو عمر بصریؒ۔ اس معنی بعید کے اعتبار سے عبارت کا مطلب یوں ہو گا: ایک کلمے میں دو همزہ جمع ہو جائیں تو تین ائمہ [نافع مدنی، ابن کثیر مکی، ابو عمرو بصری] ان میں سے دوسرے همزہ کو تسہیل سے ادا کرتے ہیں۔

وقد سحبت ذيلاً ضفا ظل زرنب جلته صباه شائقا و معللا حرز:٢٦٢

اس شعر کا قریبی معنی ایک غزلیہ مضمون پر مشتمل ہے۔ قریبی اور ظاہری معنی یوں ہے: اس خاتون نے چلتے وقت دامن کو کھینچا جو دراز ہو گیا ہے۔ اس ناز و انداز نے عاشق کے دل پر یہ اثر کیا کہ اب مشرقی ہوا میں جب بھی زرنب کی خوشبو آتی ہے تو وہ محبوبہ کے شوق سے سیراب ہو جاتا ہے۔

مگر ناظم کی مراد اس شعر کا معنی بعید ہے۔ وہ ایک رمزی مطلب ہے۔ ناظم نے اس شعر میں ایک علمی مسئلہ بیان کیا ہے۔ قرآن پاک میں لفظ "قد" کے بعد اگر ایسا لفظ آئے جو آٹھ حروف [س، ذ، ض، ظ، ز، ج، ص، ش] میں سے کسی ایک سے شروع ہوتا ہو، تو "قد" کی دال کا ان حروف میں ادغام کا مسئلہ ائمہ کے ہاں یوں ہے۔

مضمون میں طول کے خوف سے مزید مثالیں تفصیلاً ذکر کرنے کی بجائے صرف ان کے اشعار نمبر لکھے جا رہے ہیں تا کہ شائقین وہاں جا کر دیکھ سکیں۔ شاطبیہ شعر 266،270،274،546

استعارہ و تشبیہ

هو المرتضي امّا اذا كان امّة ويمّمه ظلّ الرزانة قنقلا حرز: 8

ترجمہ: اور وقار و متانت کا سایہ تاج بن کر اس کے پیچھے پیچھے چلے۔

اس شعر میں استعارہ مکنیہ استعمال کیا گیا ہے[61]۔ ناظم نے وقار کو ایک بادل سے تشبیہ دی ہے اور بادل کے لازم [سائے] کا اثبات وقار کے لیے کیا ہے۔

فمنهم بدور سبعة قد توسّطت سماء العلي والعدل زهرا و كمّلا

لها شهب عنها استنارت فنوّرت سواد الدّجي حتّي تفرّق وانجلا حرز: 21،22

ترجمہ: ائمہ میں سے سات چودھویں کے چاند ہیں جو بلندی اور عدالت کے آسمان کے بیچوں بیچ روشن ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے لیے کچھ ستارے ہیں جنہوں نے ان سے روشنی حاصل کر کے اندھیری راتوں میں پھیلائی، حتی کہ اندھیرا اچھٹ گیا۔

ان دو اشعار میں امام شاطبی نے قراءات کے سات اماموں کو چاند سے تشبیہ دی ہے اور ان کے شاگردوں کو ستاروں سے۔ البتہ حرف تشبیہ، مشبہ اور وجہ تشبیہ محذوف ہیں۔ اس لیے یہ اس میں استعارہ مصرّحہ ہے[62]۔

وألفافها زادت بنشر فوائد فلفّت حياء وجهها ان تفضّلا حرز: 69

ترجمہ: اس قصیدے کے گھنے باغات فوائد کے پھیلانے میں اصل کتاب تیسیر سے بھی بڑھ گئے۔ چنانچہ اس قصیدے نے حیاء کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپالیا کہ کہیں اسے ترجیح نہ دے دی جائے۔

اس شعر کے دوسرے مصرع میں ناظم نے اپنے قصیدے کو ایک خوبصورت لڑکی سے تشبیہ دی ہے اور اس کے لازم[چہرہ] اور مناسب[حیاء] کو قصیدے کے لیے ثابت کیا ہے۔ اس طرح اس شعر میں تین استعارے استعمال ہوئے ہیں: استعارہ مکنیّہ، استعارہ تخییلیّہ اور استعارہ مرشّحہ[63]۔

وظنّ به خيراً وسامح نسيجه بالاغضاء والحسني وان كان هلهلا حرز: 76

ترجمہ: اس قصیدے کے بارے میں اچھا گمان رکھو۔ اور اس کی بناوٹ کو اچھے انداز اور چشم پوشی کے ساتھ نظر انداز کرو، اگرچہ اس کی بناوٹ میں عیب ہوں۔

اس شعر میں ناظم نے اپنی نظم کو ایک کپڑے سے تشبیہ دی ہے اور اس کے لازم[بناوٹ] کو نظم کے لیے ثابت کیا۔ یہ استعارہ مکنیہ اور استعارہ تخییلہ ہے۔

وقد كسيت منها المعانى عناية كما عريت عن كلّ وعوراء مِفصلاً حرز: 1162

ترجمہ: اس قصیدہ کو معانی کو کوشش اور اہتمام کا لباس پہنایا گیا ہے، بالکل ایسے ہی جیسے خود یہ قصیدہ کسی بد نما جوڑ سے محفوظ ہے۔

قصیدے کے معانی و مطالب کو خوبصورت لڑکی سے تشبیہ دی ہے۔ اور اس کے لازم[لباس] کا اثبات ناظم نے معانی کے لیے کیا ہے۔ یہ استعارہ مکنیّہ ہے۔

نتائج وسفارشات

امام شاطبی علم قراءات کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ عربیت اور علم بلاغت میں بھی ید طولی رکھتے تھے۔ فن قراءات اور علم رسم عثمانی کے مباحث کو شعر میں بیان کرنا ان کے اعلی پائے کا شاعر ہونے کا ثبوت ہے۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ جامعات میں امام شاطبی کے بارے میں مزید تحقیقی کام کیا جائے۔ نیز علم قراءات پر اردو میں اب تک بہت کم کام ہوا ہے۔ اہل علم کو اس موضوع کی طرف بھی توجہ فرمانی چاہیے۔

آیات قرآنیہ کا اشاریہ

1. [واعتصموا بحبل الله جميعا]: آل عمران:103
2. [فلا تطع الكٰفرين وجاهدمم به جهادا كبيرا] : فرقان : 52

احادیث کا اشاریہ [مقالے کی ترتیب سے]

1. [انما الاعمال بالنيات] صحيح البخارى :1
2. [كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض] ترمذى: 3814
3. [واعتصموا بحبل الله فان حبل الله القرآن] سنن دارمى : 3636
4. [كتاب الله ----فهو حبل الله لمتين] سنن دارمي : 3650
5. [مثل المومن الذي يقرا القرآن مثل الاترجّة طعمها طيّب وريحها طيّب] سنن نسائي
6. [إذا حَكم الحاكِمُ، فاجتهَدَ فأصابَ، فله أجران، وإذا حَكَم فاجتهَدَ، فأخطأ، فله أجرٌ] سنن ابو داود: 3574
7. [ياتى على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر] ترمذي: 2258
8. [من شغله القرآن عن مسالتى وذكرى اعطيته افضل ثواب السائلين] سنن دارمي: 3677
9. [قال رجل يا رسول الله ﷺ ايّ العمل احبّ الي الله؟ قال: الحالّ المرتحل] ترمذي:2961

مصادر و مراجع

1. ابن الجزرى شمس الدين ، غاية النهاية في طبقات القراء، مكتبة ابن تيمية، ط 1351ھ
2. ابن المنظور الافريقى، لسان العرب، نشر ادب الحوزه قم ايران، ط 1405ھ
3. ابو الفداء ابن كثير الدمشقى، البداية والنهاية، دار إحياء التراث العربي، ط 1988م
4. ابو داود سليمان بن الاشعث، سنن ابي داود، دار الرسالة العالمية، ط 2009م

5. ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، جامع الترمذی، مکتبه بشری کراچی، ط2021م

6. ابو محمد عبد الله الدارمی ت 255ھ، المسند الجامع المعروف مسند الدارمی، دار البشائر الاسلامیه بیروت لبنان، ط 2013م،

7. احمد بن شعیب النسائی، سنن النسائی، موسّسة الرسالة بیروت لبنان، ط 2001م،

8. حفنی ناصف و محمد دیاب و سلطان محمد و مصطفي طموم، دروس البلاغه، مکتبه بشری کراچی، ط 2016م

9. سعد الدین التفتازانی، مختصر المعانی، مکتبه بشری کراچی، ط 2018م،

10. سید احمد الهاشمی، جواهر البلاغة، المکتبة العصريّة بیروت لبنان، ط سن ندارد،

11. عبد الفتاح عبد الغنی القاضی، الوافی فی شرح الشاطبیّه، قراءت اکیڈمی لاہور، ط سن ندارد

12. عبدالهادي عبد الله حميتق دكتور، زعيم المدرسة الاثرية في القراءات و شيخ قراء المغرب والمشرق الامام ابو لاقاسم الشاطبي:دراسة عن قصيدته حرز الاماني في القراءات، دار اضواء السلف الرياض المملكة العربية السعودية، ط 2005م،

13. علم الدين السخاوي ت 643ھ، جمال القراء و كمال الاقراء، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، ط 1999م،

14. على الجارم و مصطفى امين، البلاغة الواضحة، مكتبة البشري كراچي، ط 2010م،

15. فتح محمد پانی پتی قاری ، عنایات رحمانی شرح الشاطبیه، قراءت اکیڈمی لاہور، ط سن ندارد،

16. لجنة مجمع اللغة العربيّة مصر، المعجم الوسيط، مكتبة الشروق الدولية مصر، ط 2011م،

17. لويس عجيل وآخرون، المنجد، دار المشرق بيروت لبنان، ط 2013م،

18. محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مکتبه بشری کراچی، ط 2020م

19. محمد بن عبد الرحمن القزوینی، تلخیص المفتاح، مکتبه بشری کراچی، ط 2015م،

20. وحید الزمان کیرانوی، القاموس الوحید، اداره اسلامیات لاہور، ط 2001م،

[1] عبد الفتاح عبد الغنی القاضی، الوافی فی شرح الشاطبیّه، قراءت اکیڈمی لاہور، ط سن ندارد، ص 3

[2] د عبدالهادي عبد الله حميتق، زعيم المدرسة الاثرية في القراءات و شيخ قراء المغرب والمشرق الامام ابو لاقاسم الشاطبي:دراسة عن قصيدته حرز الاماني في القراءات،دار اضواء السلف الرياض المملكة العربية السعودية، ط 2005م، ص17

[3] مرجع سابق، ص18-20

[4] علم الدين السخاوي ت 643هـ، جمال القراء وكمال الاقراء، مؤسسة الكتب الثقافية – بيروت، ط 1999م، ج1، ص371

[5] شمس الدين ابن الجزری، غاية النهاية في طبقات القراء، مكتبة ابن تيمية، ط 1351هـ، ج2، ص21

[6] مرجع سابق، ص22

[7] ابو الفداء ابن كثير الدمشقی، البداية والنهاية، دار إحياء التراث العربي، ط 1988م، ج13، ص13

[8] علی الجارم و مصطفی امين، البلاغة الواضحة، مكتبة البشري كراچي، ط 2010م، ص 245

[9] سيد احمد الهاشمی، جواهر البلاغة، المكتبة العصريّة بيروت لبنان، ط سن ندارد، ص326، 328

[10] لويس عجيل وآخرون، المنجد، دار المشرق بيروت لبنان، ط 2013م، ص247

[11] ابن المنظور الافريقی، لسان العرب، نشر ادب الحوزه قم ايران، ط 1405هـ، ج11، ص 138

[12] وحيد الزمان كيرانوی، القاموس الوحيد، اداره اسلاميات لاہور، ط 2001م، ص 308

[13] مرجع سابق، ص 469

[14] مرجع سابق ص 237-238

[15] مرجع سابق، ص 135

[16] لجنة مجمع اللغة العربيّة مصر، المعجم الوسيط، مكتبة الشروق الدولية مصر، ط 2011م، ص 175

[17] وحيد الزمان كيرانوی، القاموس الوحيد، اداره اسلاميات لاہور، ط 2001م، ص 1684

[18] مرجع سابق، ص 1389

[19] مرجع سابق، ص 995،996

[20] مرجع سابق، ص 1654

[21] مرجع سابق، ص 1484،1485

[22] مرجع سابق، ص 1783

[23] مرجع سابق، ص 136

[24] مرجع سابق، ص 1536

[25] مرجع سابق، ص 1191،1192

[26] مرجع سابق، ص 108-109

[27] مرجع سابق، ص 595، 690

[28] مرجع سابق، ص 722
[29] مرجع سابق، ص 1140، 1508
[30] مرجع سابق، ص 857
[31] مرجع سابق، ص 401
[32] مرجع سابق، ص 1188
[33] مرجع سابق، ص 350، 353
[34] مرجع سابق، ص 1116
[35] مرجع سابق، ص 1149
[36] مرجع سابق، ص 606
[37] مرجع سابق، ص 905
[38] مرجع سابق، ص 1088
[39] مرجع سابق، ص 1290
[40] مرجع سابق، ص 1587
[41] مرجع سابق، ص 762
[42] مرجع سابق، ص 1070
[43] مرجع سابق، ص 1007
[44] سعد الدين التفتازانی، مختصر المعانی، مکتبه بشری کراچی، ط 2018م، ج2، ص 207
[45] وحيد الزمان كيرانوى، القاموس الوحيد، اداره اسلاميات لاہور، ط 2001م، ص1374
[46] مرجع سابق، ص 547، 1122
[47] حفنى ناصف و آخرون، دروس البلاغه، مکتبه بشری کراچی، ط 2016م، ص 127
[48] مرجع سابق، ص 134
[49] على الجارم و مصطفى امين، البلاغة الواضحة، مكتبة البشري كراچي، ط 2010م، ص 250
[50] محمد بن اسماعيل البخارى، صحيح البخارى، مکتبه بشری کراچی، ط 2020م، حديث 1، ج1، ص119
[51] محمد بن عبد الرحمن القزوينى، تلخيص المفتاح، مکتبه بشری کراچی، ط 2015م، ص 148
[52] قارى فتح محمد پانى پتى، عنايات رحمانى شرح الشاطبيه، قراءت اکیڈمی لاہور، ط سن ندارد، ج1، ص 91
[53] ابو عيسى محمد بن عيسى ترمذى، جامع الترمذى، مکتبه بشری کراچی، ط2021م، حديث 3814، ج3، ص1390
[54] ابو محمد عبد الله الدارمی ت 255ھ، المسند الجامع المعروف مسند الدارمی، دار البشائر الاسلاميه بيروت لبنان، ط 2013م، ص 757 ،760
[55] احمد بن شعيب النسائى، سنن النسائى، موسّسة الرسالة بيروت لبنان، ط 2001م، ج6، ص 253
[56] ابو داود سليمان بن الاشعث، سنن ابي داود، دار الرسالة العالمية، ط 2009م، حديث 3574، ج5، ص428

[57] ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، جامع الترمذی، مکتبه بشری کراچی، ط 2020م، حدیث 2258، ج2، ص 937

[58] ابو محمد عبد الله الدارمی ت 255ھ، المسند الجامع المعروف مسند الدارمی، دار البشائر الاسلامیه بیروت لبنان، ط 2013م، حدیث 3677، ص 764

[59] ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، جامع الترمذی، مکتبه بشری کراچی، ط 2021م، حدیث 2961، ج3، ص 1136

[60] حفني ناصف و اخرون، دروس البلاغة، مكتبة البشري كراچي، ط 2016م، ص 124

[61] مرجع سابق، ص 113

[62] مرجع سابق، ص112، 113

[63] مرجع سابق، ص113، 114، 115